امام مسجد قبا

شاہ بلیغ الدین

اصطخر، ایران سے ایک لڑکا پکڑا گیا۔ عرب کی سرزمین پر لا کر بیچ دیا گیا۔ مکہ مکرمہ کے ایک گھرانے میں وہ کام کرنے لگا--- غلام کی حیثیت سے! اسلام پھیل رہا تھا۔ جب بتایا گیا کہ غلاموں کو آزاد کرنا بڑا ثواب ہے تو یہ لڑکا آزاد کر دیا گیا۔ آزادی بڑی نعمت ہے، لیکن وہ کہاں جاتا؟ مکہ کے ایک اور مسلمان گھرانے نے اسے پناہ دی۔ اس مرتبہ بیٹے کی حیثیت سے۔ منہ بولا بیٹا بنانے والے تھے حضرت حذیفہؓ، ایک بزرگ صحابی جو شرکائے بدر میں سے تھے۔ بیٹا بنا کر انھوں نے اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید کو اس نوجوان سے بیاہ دیا۔ حضرت ابوحذیفہؓ کا گھرانا مکہ کے رئیسوں کا گھرانا تھا۔ حضرت ابوحذیفہؓ عتبہ کے بیٹے تھے، ہندہ زوجہ ابوسفیانؓ کے بھائی۔ حضرت ابوحذیفہؓ ایمان لا کر مدینہ آگئے تو یہ لڑکا بھی ساتھ ہی ہجرت کر گیا۔

اس گھرانے میں اس غلام لڑکے کو برابر کا درجہ دیا گیا۔ صرف اس لیے کہ اسلام مساوات کا سبق دیتا ہے۔ حد یہ کہ یہ لڑکا سالمؓ بن ابی حذیفہؓ کہلانے لگا۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت زید بن حارثہؓ حضور اکرمؐ کے فرزند کہلاتے تھے، حالانکہ تھے وہ بھی خریدے ہوئے غلام۔ یہ جو حضرت ابوحذیفہؓ نے حضرت سالمؓ کو منہ بولا بیٹا بنا کر اپنی بھتیجی سے بیاہ دیا تھا، تو یہ اصل میں اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تڑپ تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحش کو حضرت زید بن حارثہؓ کے نکاح میں دے دیا تھا۔ اس لیے حضرت ابوحذیفہؓ نے بھی اس سنت پر عمل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب ہے --- ہر ایک کو اس کے باپ کی نسبت سے پکارا کرو۔ یہ خدا کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ، حضور اکرمؐ کے لے پالک کو ہم زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پھر ہم نے ایسا نہیں کہا۔ اسی دن سے حضرت سالمؓ بھی ابن کے بجائے مولیٰ ابی حذیفہؓ کے نام سے مشہور ہوئے، یعنی حضرت ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام۔ ان کا گھر میں آنا جانا بند کر دیا گیا۔ اس لیے کہ وہ اب محرم نہیں رہے تھے۔

حضرت سہلہ بنت سہیلؓ' حضرت ابوحذیفہؓ کی بیوی خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئیں' عرض کیا: یارسولؐ اللہ! سالم کو ہم اپنا لڑکا سمجھتے تھے۔ وہ ہمیشہ گھر میں آتا جاتا تھا لیکن اب ابوحذیفہؓ کو ناگوار گزرتا ہے۔ اللہ اکبر! ان بزرگوں کو کس درجہ شرعی احکام کا خیال تھا۔ خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت انھیں اتنی زیادہ تھی کہ ہر محبت پر غالب آگئی تھی۔

حضرت ابوحذیفہؓ منہ بولے بیٹے کے دیوانے تھے۔ پیٹ کی اولاد سے زیادہ چاہتے تھے لیکن جو بات خدا کو پسند نہ تھی وہ اب انھیں بھی پسند نہ تھی۔ رسالتؐ پناہ نے ارشاد فرمایا حضرت سہلہؓ سے --- اس کو دودھ پلاؤ' وہ تمھارا رضاعی بیٹا ہو جائے گا۔ اس عمر میں دودھ کی حرمت! ابوداود میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ یہ ایک مخصوص حکم تھا حضرت سالمؓ کے لیے' ورنہ جوانی کی حالت میں دودھ کی حرمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت سالمؓ مکہ میں ایمان لے آئے تھے۔ وہاں حضور اکرمؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو ان کا دینی بھائی بنا دیا تھا۔

صحابہ کرامؓ میں ہر ایک کی اپنی اپنی فضیلت تھی۔ حضرت سالمؓ بھی ایک وصف میں بڑے ممتاز تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی طرح وہ بھی فن قرأت کے امام مانے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے حضرت عائشہؓ کو یاد فرمایا۔ غالباً آپؐ امہات المومنین میں سے کسی اور کے کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ اصابہ میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کو وہاں پہنچتے پہنچتے کچھ دیر ہو گئی۔ رسالتؐ پناہ نے دریافت فرمایا کہ دیر کیسے ہوئی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہ جانے کون اس وقت مسجد نبویؐ میں تلاوت کر رہا ہے۔ کیا بتاؤں کہ کس قدر خوش الحان ہے وہ شخص! میرے پاؤں ہی نہ اٹھتے تھے کہ اپنے حجرے سے چلی آتی۔ حضور اکرمؐ نے یہ سنا تو باہر تشریف لے گئے۔ ملاحظہ فرمایا کہ حضرت سالمؓ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمھارے جیسے شخص کو میرا پیرو بنایا۔ اللہ اللہ! حضرت سالمؓ کی کیا خوش بختی تھی کہ سرور کونینؐ ان کے مسلمان ہونے پر اس درجہ مسرت محسوس فرما رہے تھے۔

حضرت سالمؓ مسجد قبا کے امام تھے۔ بخاری' کتاب الاحکام کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔

ارشاد نبویؐ تھا کہ کلام اللہ چار آدمیوں سے پڑھو۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھ حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ کا نام بھی شامل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ اس آزاد غلام کی وہ عزت کرتے تھے کہ بڑے سے بڑے آدمی کی بھی اتنی عزت نہ ہوتی تھی۔ ان کی منزلت کا اندازہ اس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ اپنی شہادت کے وقت حضرت عمرؓ کو یہ

حسرت تھی کہ کاش حضرت سالمؓ زندہ ہوتے! حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر حضرت سالمؓ زندہ ہوتے تو میں خلیفہ کے انتخاب کے لیے مجلس شوریٰ مقرر نہ کرتا۔ حضرت سالمؓ کو اپنا جانشین بناتا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پرہیزگاری' علم و فضل اور عقل و فراست' ہر لحاظ سے وہ بڑے اونچے مرتبے کے صحابی تھے۔

۱۲ ہجری میں یمامہ کی لڑائی میں حضرت سالمؓ نے شہادت پائی۔ آپ شرکاے بدر میں سے تھے اور اس فضیلت کے مالک کہ عہد نبویؐ کے کسی معرکے میں غیر حاضر نہیں رہے۔ یمامہ میں مہاجرین کے علم بردار تھے۔ کسی نے انھیں علم لیے دیکھا تو کہا کہ معرکہ سخت ہے' حضرت سالمؓ مقابلے میں تک نہ سکیں گے۔ بہتر ہے عَلَم کسی اور جری کو دے دیا جائے۔ اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت سالمؓ نے جواب دیا: اگر میں بزدلی دکھاؤں تو مجھ سے برا قرآن کا پڑھنے والا اور کوئی نہ ہوگا۔ یمامہ کی لڑائی سخت ترین لڑائی تھی جو اس وقت تک کبھی مسلمانوں نے لڑی تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ جب میدان جنگ میں یمامہ والوں کو غلبہ ہوا اور انھوں نے بری طرح مسلمانوں کو پیچھے دھکیل دیا تو اس وقت لوگوں نے سنا' حضرت سالمؓ کہتے تھے: افسوس! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ہمارا یہ حال نہ تھا۔

ابن سعد لکھتے ہیں کہ انھوں نے ایک گڑھا کھود لیا تھا۔ اس میں پیر جمائے پرچم اسلام لیے کھڑے تھے۔ دشمن وار پر وار کیے جا رہے تھے لیکن وہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ ظالموں نے دیکھا کہ ان کی وجہ سے ان کے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھ رہا ہے تو گھیر کر ان کا وہ ہاتھ کاٹ دیا جس میں پرچم اسلامی تھا۔ بہادر نے پرچم دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔ دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا تو پرچم کو سینے سے لگا لیا۔ لیکن ایک انچ اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اسد الغابہ میں ہے کہ شہادت سے پہلے زخموں سے چور ہو کر گرے تو ساتھیوں میں سے کوئی پرچم اٹھانے اور انھیں سنبھالنے آیا۔ اس سے پوچھا: ابو حذیفہؓ کیسے ہیں؟ بتایا گیا' شہید ہوئے۔ بولے: وہ شخص کیسا ہے جس نے مجھ پر شبہ ظاہر کیا تھا؟ کہا گیا کہ اس نے بھی شہادت پائی۔ یہ سن کر فرمایا: الحمدللہ! مجھے ان دونوں کے درمیان دفن کیا جائے۔

سر خاک شہیداں برگ ہاے لالہ می پاشم!!
کہ خونش بانہال ملت ما سازگار آمد

(بزم الف لام میم کا ایک باب)

محکمہ تعلیم (پنجاب) نے ماہنامہ ترجمان القرآن کو صوبہ بھر کے تعلیمی اداروں (اسکول / کالج) کی لائبریریوں اور پبلک لائبریریوں کے لیے باقاعدہ منظور کر لیا ہے۔ (بحوالہ سرکلر نمبر SO (A-IV) 4-45/99' 1255G-III '14-1-2000 مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۰ء)